فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۳۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: عقیقہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بچے یا بچی کی پیدائش کے ساتویں دن خاص نیت سے مخصوص شرائط کا حامل جانور ذبح کرنا عقیقہ کہلاتا ہے۔ عقیقہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ ہر دور میں محبانِ سنت اسے اپناتے چلے آئے ہیں۔

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

الْعَقِيقَةُ سُنَّةٌ فِي قَوْلِ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''اکثر اہل علم کے مطابق عقیقہ سنت ہے۔''

(المُغني : 459/9)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ الْحَدِيثِ قَاطِبَةً وَفُقَهَاؤُهُمْ وَجُمْهُورُ أَهْلِ الْعِلْمِ فَقَالُوا : هِيَ مِنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''تمام محدثین کرام، فقہائے عظام اور اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ عقیقہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔''

(تحفة المودود، ص 38)

❁ علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ الْعَرَبَ كَانُوا يَعُقُّونَ عَنْ أَوْلَادِهِمْ، وَكَانَتِ الْعَقِيقَةُ أَمْرًا لَازِمًا عِنْدَهُمْ وَسُنَّةً مُؤَكَّدَةً، وَكَانَ فِيهَا مَصَالِحُ كَثِيرَةٌ رَاجِعَةٌ إِلَى الْمَصْلِحَةِ الْمِلِّيَّةِ وَالْمَدَنِيَّةِ ...... فَأَبْقَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمِلَ بِهَا، وَرَغَّبَ النَّاسُ فِيهَا .

''عرب اپنے بچوں کی طرف سے عقیقہ کیا کرتے تھے، یہ ان کے یہاں امر لازم اور سنت مؤکدہ تھی اور اس میں بہت سے ملی اور معاشرتی مصلحتیں تھیں۔ ......تو نبی کریم ﷺ نے اس عمل کو باقی رکھا، اس پر عمل کیا اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دی۔''

(حجّة اللّٰه البالغة : 223/2)

✿ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

فِي فِعْلِ الْعَقِيقَةِ مِنْ الْفَوَائِدِ أَشْيَاءُ كَثِيرَةٌ؛ مِنْهَا امْتِثَالُ السُّنَّةِ، وَإِخْمَادُ الْبِدْعَةِ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا مِنَ الْبَرَكَةِ إِلَّا أَنَّهَا حِرْزٌ لِلْمَوْلُودِ مِنَ الْعَاهَاتِ وَالْآفَاتِ كَمَا وَرَدَ، فَالسُّنَّةُ مَهْمَا فُعِلَتْ كَانَتْ سَبَبًا لِكُلِّ خَيْرٍ وَبَرَكَةٍ، وَالْبِدْعَةُ بِضِدِّ ذٰلِكَ .

''عقیقہ کرنے میں بہت سے فوائد ہیں؛ مثلاً سنت کی پیروی کرنا اور بدعت کا قلع قمع کرنا۔ اس میں یہی برکت کافی ہے کہ یہ بچے کو بیماریوں اور آفات سے بچانے کا سبب ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ جب بھی کسی سنت پر عمل کیا جائے، تو وہ ہر قسم کی خیر و برکت کا ذریعہ بن جاتی ہے، جبکہ بدعت کا

معاملہ اس کے برعکس ہے۔''

(المَدخل : 294/3)

۞ نیز فرماتے ہیں:

فِيهَا كَثْرَةُ الثَّوَابِ الْجَزِيلِ لِأَجْلِ امْتِثَالِ السُّنَّةِ فِي فِعْلِهَا وَتَفْرِيقِهَا سِيَّمَا فِي هٰذَا الزَّمَانِ، فَإِنَّ فِيهَا الْأَجْرَ الْكَثِيرَ لِقِلَّةِ فَاعِلِهَا .

''عقیقہ کرنے میں بہت زیادہ اجر ہے، کیونکہ عقیقہ کرنے اور اس کا گوشت بانٹنے سے سنت پر عمل ہوتا ہے، خاص کر اس دور میں بھی بہت اجر وثواب ملے گا، کیونکہ اس سنت پر عمل کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔''

(المَدخَل : 294/3)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ سُنَّةٌ وَنَسِيكَةٌ مَشْرُوعَةٌ بِسَبَبِ تَجَدُّدِ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَفِيهَا سِرٌّ بَدِيعٌ مَوْرُوثٌ عَنْ فِدَاءِ إِسْمَاعِيلَ بِالْكَبْشِ الَّذِي ذُبِحَ عَنْهُ وَفَدَاهُ اللّٰهُ بِهٖ فَصَارَ سُنَّةً فِي أَوْلَادِهٖ بَعْدَهٗ أَنْ يَفْدِيَ أَحَدُهُمْ عِنْدَ وِلَادَتِهٖ بِذِبْحٍ وَلَا يُسْتَنْكَرُ أَنْ يَّكُونَ هٰذَا حِرْزًا لَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ بَعْدَ وِلَادَتِهٖ كَمَا كَانَ ذِكْرُ اسْمِ اللّٰهِ عِنْدَ وَضْعِهٖ فِي الرَّحِمِ حِرْزًا لَهٗ مِنْ ضَرَرِ الشَّيْطَانِ .

''عقیقہ سنت اور مشروع قربانی ہے، اس لیے کہ (بچے کی پیدائش) والدین پر اللہ تعالیٰ کی نئی نعمت ہوتی ہے۔ اس میں ایک بڑی انوکھی حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے جو مینڈھا ذبح کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا دیا تھا، یہ سلسلہ اسی وقت سے چلا آ رہا ہے، سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں یہ طریقہ جاری رہا کہ بچے کی ولادت کے وقت ایک جانور ذبح کر کے اس کا فدیہ دیا جاتا۔ یہ بھی بعید نہیں کہ ولادت کے بعد عقیقہ کرنے سے بچہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے، جیسا کہ نطفہ کو رحم میں ڈالتے وقت اللہ کا نام (ہم بستری کی مسنون دعا) پڑھنے سے بچہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔''

(تُحفة المَودود، ص 64)

عقیقہ سنت ہے، دلائل ملاحظہ ہوں؛

❁ سیدنا سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذٰى .

''ہر بچے کا عقیقہ ہے، اس کی طرف سے خون بہائیں اور اس سے گندگی (سر کے بال) دور کریں۔''

(صحيح البخاري :5471)

❁ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ غُلَامٍ مُّرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهٖ، يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَيُسَمّٰى .

''ہر بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہوتا ہے، ساتویں روز اس کی طرف سے (جانور) ذبح کیا جائے، اس کا سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

(مسند الإمام أحمد : 7/5، 8، 12، 17، 18، 22، سنن أبي داوٗد : 2838، سنن الترّمذي : 1522، سنن النّسائي : 4220، سنن ابن ماجه : 3165، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ اس حدیث کی سند کو امام احمد رحمہ اللہ نے ''جید'' کہا ہے۔

(المغني لابن قدامة : 1200/11، تحفة المودود لابن القيم، ص 63)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن جارود (۹۱۰) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴/ ۲۳۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ بچہ عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے۔ محض اس میں عقیقہ کی تاکید ہے کہ جس طرح رہن رکھی چیز کو قرض ادا کر کے واپس لینے کی فکر کی جاتی ہے، اس میں سستی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا، اسی طرح بچے کا عقیقہ کرنے میں بھی سستی نہ دکھائی جائے، بلکہ حیثیت ہے، تو بچے یا بچی کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کر دیا جائے۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 355/5، سنن النسائي : 4213، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيقَةِ؟ فَقَالَ : لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْعُقُوقَ، كَأَنَّهٗ كَرِهَ الِاسْمَ قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا نَسْأَلُكَ عَنْ أَحَدِنَا يُولَدُ لَهٗ؟ قَالَ : مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ

الْجَارِيَةِ شَاةٌ .

''رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نافرمانی کو پسند نہیں کرتا۔ گویا آپ ﷺ نے نام کو ناپسند کیا۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارا سوال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو؟ فرمایا: آپ میں سے کوئی اگر بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے، تو وہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری قربان کرے۔''

(مسند الإمام أحمد : 2/182-183، 2/194، سنن أبي داود : 2842، سنن النسائي : 4212، مشكل الآثار للطّحاوي : 1055، المستدرك للحاكم : 4/236، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا الْحدِيثُ عِنْدَ الْعَامَّةِ عَلٰى تَوْهِينِ أَمْرِ الْعَقِيقَةِ، وَلٰكِنَّهٗ كَرِهَ تَسْمِيَتَهَا بِهٰذَا الْاِسْمِ عَلٰى مَذْهَبِهٖ فِي تَغَيُّرِ الْاِسْمِ الْقَبِيحِ إِلٰى مَا هُو أَحْسَنَ مِنْهُ، فَأَحَبَّ أَنْ يُّسَمِّيهَا بِأَحْسَنَ مِنْهُ مِنْ نَسِيكَةٍ، أَوْ ذَبِيحَةٍ، أَوْ نَحْوِهَا .

''اکثر اہل علم کے نزدیک اس حدیث سے عقیقہ کی حیثیت کم نہیں ہوتی، بلکہ چونکہ قبیح نام کو اچھے نام سے بدلنا نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس نام کو ناپسند فرمایا، آپ چاہتے تھے کہ اس کا کوئی اچھا نام رکھا جائے، مثلاً نسیکہ، ذبیحہ وغیرہ۔''

(شرح السّنّة :264/11)

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهٗ بِدَمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً، وَنَحْلِقُ رَأْسَهٗ وَنُلَطِّخُهٗ بِزَعْفَرَانٍ .

''زمانہ جاہلیت میں ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوتا، تو ہم بکری ذبح کر کے اس کے سر پر خون لگاتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام اتارا، تو ہم (بچے کی پیدائش کے ساتویں دن) بکری ذبح کرتے، بچے کے سر کے بال مونڈتے اور اس کے سر پر زعفران کا لیپ کرتے۔''

(سنن أبي داود : 2843، المستدرك للحاكم : 7594، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری ومسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ **علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:**

لَمَّا أَقَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَقِيقَةَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَكَّدَ أَمْرَهَا وَأَخْبَرَ أَنَّ الْغُلَامَ مُرْتَهَنٌ بِهَا نَهَاهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا عَلٰى رَأْسِ الصَّبِيِّ مِنَ الدَّمِ شَيْئًا وَسَنَّ لَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا عَلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الزَّعْفَرَانِ لِأَنَّهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِنَّمَا كَانُوا يَلْطَخُونَ رَأْسَ الْمَوْلُودِ بِدَمِ الْعَقِيقَةِ تَبَرُّكًا بِهٖ فَإِنَّ دَمَ الذَّبِيحَةِ كَانَ

مُبَارَكًا عِنْدَهُمْ حَتّٰى كَانُوا يَلْطَخُونَ مِنْهُ آلِهَتَهُمْ تَعْظِيمًا لَهَا وَإِكْرَامًا فَأُمِرَ بِتَرْكِ ذٰلِكَ لِمَا فِيهِ مِنَ التَّشَبُّهِ بِالْمُشْرِكِينَ وَعُوِّضُوا عَنْهُ بِمَا هُوَ أَنْفَعُ لِلْأَبَوَيْنِ وَلِلْمَوْلُودِ وَلِلْمَسَاكِينِ وَهُوَ حَلْقُ رَأْسِ الطِّفْلِ وَالتَّصَدُّقِ بِزِنَةِ شَعْرِهِ ذَهَبًا أَوْ فِضَّةً وَسَنَّ لَهُمْ أَنْ يَلْطَخُوا الرَّأْسَ بِالزَّعْفَرَانِ الطَّيِّبِ الرَّائِحَةِ الْحَسَنِ اللَّوْنِ بَدَلًا عَنِ الدَّمِ الْخَبِيثِ الرَّائِحَةِ النَّجِسِ الْعَيْنِ وَالزَّعْفَرَانُ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ وَأَلْطَفُهُ وَأَحْسَنُهُ لَوْنًا .

''جب رسول اللہ ﷺ نے اسلام میں عقیقہ کو برقرار رکھا، اس پر تاکید کی اور بتایا کہ بچہ اس کے بدلے گروی رکھا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بچے کے سر پر خون لگانے سے منع کیا اور انہیں بتایا کہ اس کے سر پر زعفران لگائیں، کیونکہ عرب لوگ جاہلیت میں بچے کے سر پر تبرک کی نیت سے جانور کا خون لتھڑتے تھے، ذبیحہ کا خون ان کے نزدیک مبارک ہوتا تھا، حتیٰ کہ وہ اس خون کو اپنے بتوں پر بھی ان کی تعظیم واکرام کی نیت سے ڈالتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑنے کا حکم دیا، کیونکہ اس میں مشرکین کے ساتھ مشابہت تھی اور اس کے عوض میں مسلمانوں کو وہ حکم دیا گیا، جو بچے کے والدین، بچے اور مساکین کے لیے زیادہ نفع مند تھا، وہ یہ کہ بچے کے سر کے بالوں کو مونڈھا جائے اور اس کے بالوں کے برابر وزن سونا یا چاندی صدقہ کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے یہ طریقہ مقرر کیا کہ وہ بچے

کے سر کو نجس العین اور بد بودار خون کے بجائے خوشبودار اور خوبصورت زعفران سے رنگیں، زعفران سب سے عمدہ خوش بو ہے اور سب سے خوبصورت رنگ ہے۔"

(تُحفة المودود، ص71)

تنبیہ:

ہمارے مطابق بالوں کے عوض سونا یا چاندی صدقہ کرنے کے متعلق کوئی روایت ثابت نہیں، واللہ اعلم!

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اَلسُّنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ .

"سنت یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو برابر بکریاں ذبح کی جائیں اور بچی کی طرف سے ایک بکری۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 238/8، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۴۴/۸، وسندہ حسن)، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۸، وسندہ حسن) اور سیدنا سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۵۴۷۱) بھی عقیقہ کے قائل و فاعل تھے۔

تابعین میں عبد الرحمٰن بن ابی بکر رحمہ اللہ (مشکل الآثار للطحاوی: ۱۰۴۳)، منذر بن زبیر رحمہ اللہ (مصنف عبد الرزاق: ۷۹۵۶)، قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹)، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹)، زہری رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹)، محمد بن علی باقر رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹)، قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۳۹) اور محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ (مصنف

ابن ابی شیبہ:۸/ ۲۳۵) وغیرہم سے بسند صحیح ثابت ہے کہ وہ عقیقہ کے قائل وفاعل تھے۔

احناف کا موقف:

عقیقہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہے۔اس کے برعکس احناف عقیقہ کو منسوخ خیال کرتے ہیں۔

❁ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے:

لَا يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ وَلَا عَنِ الْجَارِيَةِ .

''نہ بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے گا اور نہ بچی کی طرف سے۔''

(الجامع الصّغير لمحمد الشيباني، ص 534)

❁ امام محمد بن حسن شیبانی کہتے ہیں:

أَمَّا الْعَقِيقَةُ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَدْ فُعِلَتْ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نَسَخَ الْأَضْحٰى كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهٗ .

''ہمیں یہ بات پہنچی کہ عقیقہ زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا،آغاز اسلام میں بھی کیا گیا،پھر قربانی نے پہلے سے رائج ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا۔''

(المؤطأ برواية الشيباني، ص 226)

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

(بدائع الصنائع : 69/5)

❁ علامہ خوارزمی کرلانی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ذَبَائِحُ يَذْبَحُونَهَا؛ مِنْهَا الْعَقِيقَةُ، وَمِنْهَا الرَّجَبِيَّةُ ...... وَكُلُّهَا مَنْسُوخٌ بِالْأُضْحِيَّةِ .

''دورِ جاہلیت میں لوگ کئی قسم کے جانور ذبح کرتے تھے، ان میں سے عقیقہ اور رجبیّہ (ماہ رجب میں ذبح کیا جانے والا جانور) بھی تھے۔......قربانی نے ان سب کو منسوخ کر دیا ہے۔''

(الكفاية على الهداية : 428/8)

۞ مولانا ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب (۱۳۹۴ھ) لکھتے ہیں:

''روایات کی عبارت اس بات میں ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ عقیقہ منسوخ اور ناجائز ہے۔ ابن عابدین شامی حنفی نے جامع المحبوبی سے جو اس کا جواز اور طحاوی کے شارح سے جو اس کا استحباب نقل کیا ہے، وہ انہوں نے مذہب (حنفی) نقل نہیں کیا، بلکہ یہ ان دونوں کی ذاتی رائے ہے، کیونکہ اس بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔''

(إعلاء السّنن : 113/17)

عقیقہ کو منسوخ کیسے کہا جا سکتا ہے، جبکہ عقیقہ پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمل کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے بھی اپنے بچوں کا عقیقہ کیا ہے۔ اگر عقیقہ منسوخ ہوتا، تو صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت عقیقہ کی قائل وفاعل نہ ہوتی، کیونکہ صحابہ کرام اور اسلاف امت دین کو صحیح معنوں میں سمجھنے والے تھے، ان کے فہم کے مطابق عقیقہ مسنون مستحب عمل ہے۔

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثُ مُسْنَدَةٌ، وَعَنْ أَصْحَابِهِ وَعَنِ التَّابِعِينَ، ثُمَّ قَالَ : وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : هُوَ مِنْ

عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَيَتَبَسَّمُ كَالْمُتَعَجِّبِ .

''عقیقہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کئی ایک متصل احادیث ہیں، صحابہ اور تابعین سے بھی آثار مروی ہیں، جبکہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عقیقہ جاہلیت کا عمل ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعجب کرتے ہوئے مسکرانے لگے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 411/13 ، وسندہٗ حسنٌ)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) سے نقل کرتے ہیں:

أَنْكَرَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ أَنْ تَكُونَ الْعَقِيقَةُ سُنَّةً وَخَالَفُوا فِي ذٰلِكَ الْأَخْبَارَ الثَّابِتَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ أَصْحَابِهِ وَعَمَّنْ رُوِيَ عَنْهُ ذٰلِكَ مِنَ التَّابِعِينَ .

''اہل رائے (احناف) نے عقیقہ کے سنت ہونے کا انکار کیا ہے، اس سلسلہ میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ثابت احادیث، آثار صحابہ اور آثار تابعین کی مخالفت کی ہے۔''

(تُحفة المودود، ص 36)

❁ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ ذَبْحُ الْأَضْحٰى بِنَاسِخٍ لِلْعَقِيقَةِ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَلَا جَاءَ فِي الْآثَارِ الْمَرْفُوعَةِ وَلَا عَنِ السَّلَفِ مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَلَا أَصْلَ لِقَوْلِهِمْ فِي ذٰلِكَ .

''جمہور اہل علم کے نزدیک قربانی نے عقیقہ کو منسوخ نہیں کیا، اس بارے کوئی

مرفوع حدیث (ثابت) نہیں، نہ سلف سے ایسی کوئی بات منقول ہے، جو امام محمد بن حسن شیبانی کی بات کی تائید کرے، اس بارے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔''

(الاستذكار: 316/5)

۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَعْرِفْ أَبُو حَنِيفَةَ الْعَقِيقَةَ، فَكَانَ مَاذَا؟ لَيْتَ شِعْرِي إِذْ لَمْ يَعْرِفْهَا أَبُو حَنِيفَةَ مَا هٰذَا بِنَكِرَةٍ فَطَالَمَا لَمْ يَعْرِفْ السُّنَنَ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ نہ جان سکے کہ عقیقہ کیا ہے؟ ہائے! اگر ابوحنیفہ رحمہ اللہ عقیقہ کو نہیں پہچان سکے، تو یہ کوئی قابل تعجب نہیں، وہ تو بہت سے سنتوں کو پہچان نہیں پائے۔''

(المُحلّى بالآثار: 241/6)

۞ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

جَعَلَهَا أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَذٰلِكَ لِقِلَّةِ عِلْمِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِالْأَخْبَارِ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عقیقہ کو جاہلیت کا عمل قرار دیا ہے، ایسا انہوں نے اس لیے کہا کہ ان کے پاس احادیث کے متعلق علم ومعرفت کی کمی تھی۔''

(المغني: 459/9)

۞ علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) امام محمد بن حسن شیبانی کے رد میں لکھتے ہیں:

إِنْ أُرِيدَ أَنَّهَا كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مُسْتَحَبَّةً أَوْ مَشْرُوعَةً، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ رَفَضَ اسْتِحْبَابَهَا وَشَرْعِيَّتَهَا، فَهُوَ غَيْرُ مُسَلَّمٌ، فَهٰذِهٖ كُتُبُ الْحَدِيثِ الْمُعْتَبَرَةُ مَمْلُوءَ ةٌ مِنْ أَحَادِيثِ شَرْعِيَّةِ الْعَقِيقَةِ وَاسْتِحْبَابِهَا .

''اگر مراد یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عقیقہ مستحب یا جائز تھا، اسلام نے آ کر اس کے استحباب اور مشروعیت کا انکار کر دیا، تو یہ بات تسلیم نہیں کی جا سکتی، کیونکہ معتبر کتب حدیث عقیقہ کی مشروعیت اور استحباب پر دلالت کرنے والی احادیث سے بھری پڑی ہیں۔''

(التّعليق الممجّد : 286)

عقیقہ کے منسوخ ہونے کے دلائل کا جائزہ:

ذیل میں ان روایات کی استنادی حیثیت واضح کی جائے گی، جنہیں عقیقہ کے منسوخ ہونے پر دلیل بنایا جاتا ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَحىٰ ذَبْحُ الْأَضَاحِيِّ كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهٗ .

''قربانی نے ہر اس ذبیحہ کو ختم کر دیا، جو اس سے پہلے (مشروع) تھا۔''

(سنن الدارقطني : 4746)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عتبہ بن یقظان ''ضعیف'' ہے۔

② حارث بن نبہان ''متروک'' ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَسَخَ الْأَضْحٰی کُلَّ ذَبْحٍ .

''قربانی نے تمام ذبیحوں کو منسوخ کر دیا ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 4747)

سند باطل ہے۔ مسیّب بن شریک ''متروک'' ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰی ضَعْفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔''

(المَجموع : 386/8)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَسَخَتِ الْأَضَاحِي کُلَّ ذَبْحٍ .

''قربانیوں نے تمام ذبیحوں کو منسوخ کر دیا ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 4748)

سند باطل ہے۔

① عتبہ بن یقظان ''ضعیف'' ہے۔

② حارث بن نبہان ''متروک'' ہے۔

③ مسیّب بن واضح جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ عَلِيٍّ مَرْوِيٌّ مِنْ طُرُقٍ، وَكُلُّهَا ضِعَافٌ، لَا يَصِحُّ الْاِحْتِجَاجُ بِهَا .

''حدیث علی رضی اللہ عنہ کئی سندوں سے مروی ہے، سب کی سب ضعیف ہیں، ان سے حجت پکڑنا درست نہیں۔''

(التعليق المغني : 278/4)

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَتِ الْعَقِيقَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ رُفِضَتْ .

''عقیقہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے، جب اسلام آیا، تو اسے ترک کر دیا گیا۔''

(الآثار لأبي يوسف : 1054، ص 238)

جھوٹی روایت ہے۔

① صاحب کتاب قاضی ابو یوسف کو جمہور محدثین نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

② امام ابو حنیفہ بالاتفاق ضعیف ہیں۔

③ امام ابو حنیفہ کے استاذ حماد بن ابی سلیمان مختلط ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ان سے قبل از اختلاط روایت لینا ثابت نہیں۔

❀ محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ الْعَقِيقَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْأَضْحٰى رُفِضَتْ .

''عقیقہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے، جب قربانی مشروع ہوئی، تو عقیقہ منسوخ ہو گیا۔''

(الآثار لأبي يوسف : 1055، ص 238)

① صاحب کتاب قاضی ابو یوسف کو جمہور محدثین نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

② امام ابوحنیفہ بالا تفاق ضعیف ہیں۔

③ رجل مبہم ونا معلوم ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ حَسَنًا قَالَتْ : أَلَا أَعُقُّ عَنِ ابْنِي بِدَمٍ؟ قَالَ : لَا .

''جب آپ رضی اللہ عنہا نے حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، تو عرض کیا: کیا میں اپنے بیٹے کی طرف سے کوئی جانور عقیقہ کروں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 390/6، المعجم الكبير للطبراني : 917، 2576)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

اگر ان روایات کو صحیح بھی مان لیا جائے، تب بھی ان سے احناف کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَو صَحَّ قَوْلُهُ «لَا تَعُقِّي» عَنْهُ لَمْ يَدُلَّ ذٰلِكَ عَلٰى كَرَاهَةِ الْعَقِيقَةِ لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ أَنْ يَتَحَمَّلَ عَنْهَا الْعَقِيقَةَ فَقَالَ لَهَا : لَا تَعُقِّي، عَقَّ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفَاهَا الْمُؤْنَةَ .

''اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عقیقہ کرنے سے منع کیا ہے، تب بھی یہ عقیقہ کے مکروہ ہونے پر دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عقیقہ کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا

چاہتے تھے، اس لیے انہیں فرمایا: آپ عقیقہ نہ کریں۔ آپ ﷺ نے خود عقیقہ کیا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذمہ داری خود ادا کردی۔''

(تُحفة المَودود، ص 47)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی بات بالکل درست ہے کہ اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے، تب بھی اس کا معنی یہ ہوگا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں عقیقہ کرنے سے منع فرمایا، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ خود حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کرنا چاہتے تھے اور صحیح احادیث سے ثابت بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہی سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ عقیقہ کیا تھا۔

❀ علامہ ظفر احمد تھانوی صاحب (۱۳۹۴ھ) لکھتے ہیں:

لِيُعْلَمْ أَنَّ عَمَلَ الْحَنَفِيَّةَ الْيَوْمَ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا عَمَلًا بِمَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ، وَالْأَمْرُ وَاسِعٌ لِمَا فِيهِ مِنَ الْاِخْتِلَافِ، فَتَدَبَّرْ.

''معلوم ہونا چاہیے کہ آج احناف شرح طحاوی پر عمل کرتے ہوئے عقیقہ کو مستحب کہتے ہیں، اس مسئلہ میں اختلاف ہونے کی وجہ سے اس میں وسعت ہے، خوب سمجھ لیجئے!۔'' (إعلاء السّنن : 121/17)

عقیقہ کی مشروعیت پر اختلاف نہیں، بلکہ اجماع ہے۔

❀ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) فرماتے ہیں:

عَلَى اسْتِحْبَابِهَا هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ ...... وَالْإِجْمَاعُ.

''عقیقہ کے مستحب ہونے پر احادیث اور اجماع دلیل ہیں۔''

(المغني : 459/9)